مفسر قرآن مولانا نبی بخش حلوائی

حیات و خدمات



محمد ثاقب رضا قادری

saqib1126@gmail.com

مفسر قرآن مولانا نبی بخش حلوائی

حیات و خدمات

﴿ تحریر ﴾

محمد ثاقب رضا قادری

saqib1126@gmail.com

مفسر قرآن مولانا نبی بخش حلوائی

حیات وخدمات

محمد ثاقب رضا قادری

saqib1126@gmail.com

مولانا حلوائی (۱) ۱۲۶۶ھ/ ۱۸۵۰ء میں میاں محمد وارث کے ہاں بمقام اکبری منڈی (محلّہ مولویاں، اندرون دہلی دروازہ، لاہور) ارائیں گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدین نے آپ کو محلّہ کے ایک نیک سیرت حلوائی کی شاگردی میں دے دیا، آپ نے اپنے استاد سے اجازت لے کر قریبی مسجد میں قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی، ناظرہ قرآن مجید کے بعد صرف ونحو کی تعلیم حاصل کی بعد ازاں تکیہ سادھواں (لاہور) کے مدرسہ غوثیہ میں داخل

(۱) اس مضمون کی تیاری میں فقیر قادری کو محترم عقیل احمد صاحب (پنجاب پبلک لائبریری، لاہور)، مولانا اکرام صاحب (جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور) اور محترم ابرار عطاری (شادباغ، لاہور) کی معاونت شامل حال رہی۔
مولانا حلوائی کے حالات کے لیے راقم نے پیرزادہ اقبال فاروقی صاحب کی متفرق تحریرات سے استفادہ کیا ہے، تاہم بعض مقامات ہنوز تشنۂ تحقیق ہیں، مثلاً

☆ مولانا نبی بخش حلوائی کی تاریخ ولادت اکثر مقامات پر ۱۸۶۰ء تحریر کی گئی ہے اور ایک مقام پر اس کی تردید کرتے ہوئے فاروقی صاحب نے ۱۸۵۰ء تحریر کی ہے، پھر تفسیر نبوی (اردو) کے مقدمہ میں ۱۹۶۶ء لکھا ہے، جو کہ کاتب کی ''مہربانی'' معلوم ہوتی ہے۔

☆ مولانا حلوائی کے متعلق فاروقی صاحب نے تحریر کیا ہے کہ آپ نے دارالعلوم نعمانیہ میں تعلیم حاصل کی لیکن ''صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ'' مرتبہ اقبال فاروقی میں مولانا حلوائی کا ذکر نہیں ملتا۔

☆ فاروقی صاحب نے لکھا ہے کہ مولانا حلوائی دارالعلوم غوثیہ مسجد تکیہ سادھواں، لاہور میں جنوری ۱۹۱۵ء (بمطابق ۱۳۳۳ھ) تک زیر تعلیم تھے (قصص المحسنین: ۱۳ مطبوعہ مکتبہ نبویہ۔ لاہور) اگر مولانا حلوائی کا سن ولادت ۱۸۵۰ء تسلیم کیا جائے تو اس سے یہ مفہوم ملتا ہے کہ مولانا حلوائی ۶۵ سال کی عمر تک زیر تعلیم رہے جبکہ اس عرصہ میں وہ تفسیر نبوی اور دیگر کئی رسائل تصنیف فرما چکے تھے۔

☆ فاروقی صاحب مزید لکھتے ہیں ''آپ زندگی کے ستر (۷۰) سال مکمل کر چکے تو آپ کی نگاہ کمزور ہو گئی، پھر گردوں میں تکلیف ہو گئی جس کی وجہ سے آپ یکم نومبر ۱۹۴۴ء مطابق ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۶۳ھ کو واصل بحق ہوئے'' (قصص المحسنین: ۱۲ مطبوعہ مکتبہ نبویہ، لاہور) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا حلوائی ۱۹۲۰ء میں گردوں کے عارضہ میں مبتلا ہوئے اور نگاہ بھی کمزور ہو گئی اور اس کے بعد مسلسل ۲۴ سال تک بیمار رہے

☆ صدر الافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی کا ہر سال مولانا حلوائی سے ملاقات کے لیے لاہور تشریف لانے کی روایت بھی تحقیق طلب ہے۔

ہوئے اور پیر عبدالغفار شاہ کاشمیری قادری سے علوم دینیہ کی تحصیل کی،اس کے علاوہ آپ نے مدرسہ فتحیہ (اچھرہ،لاہور) میں تعلیم حاصل کی،انجمن نعمانیہ (لاہور) کے زیر اہتمام مدرسہ مسجد بکن (موچی دروازہ،لاہور) میں بھی زیر تعلیم رہے۔آپ کے دیگر اساتذہ میں قطب لاہور مولانا غلام قادر بھیروی، مفتی غلام محمد بگوی،مولانا معوان حسین رام پوری اور مفتی غلام دستگیر قصوری جیسے اکابر علماء شامل ہیں۔

مولانا حلوائی نے طریق نقشبندیہ میں اپنے استاذ گرامی مفتی غلام دستگیر قصوری سے بیعت کی اور آپ کو اپنے مرشد سے بے پناہ عقیدت تھی اسی لیے تقریباً ہر تصنیف کے سرورق پر مفتی صاحب کا نام نہایت ادب سے تحریر کرتے ،بعض کتب کے آغاز میں مولانا قصوری کی مدح میں قصائد بھی لکھے ہیں،مولانا قصوری کے وصال پر مولانا حلوائی نے جو قطعہ وصال تحریر کیا وہ آج بھی مولانا قصوری کے مزار پر کندہ ہے۔

اقبال فاروقی صاحب لکھتے ہیں:

”پیرو مرشد کے اتباع کے لیے زندگی وقف تھی،جوتے اٹھاتے اور فخر کرتے۔بایں علم وکمال فاضل قصوری کے مزار پر جاتے تو تمام حفاظ وعلماء کی موجودگی میں اپنی سفید داڑھی سے ساری قبر پر جھاڑو دیتے،عرس کرواتے اور بے پناہ خرچ کرتے۔(۱)

مولانا قصوری کے وصال کے بعد مولانا حلوائی نے پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی (علی پور سیداں) سے بیعت کی۔آپ کا شمار حضرت شاہ لاثانی کے معروف خلفاء میں ہوتا ہے۔(۲)

مولانا حلوائی سرخ وسفید رنگت کے حامل، میانہ قد،متوازن جسم رکھتے تھے،ارائیں خاندان کا معروف لباس زیب تن فرماتے،مروجہ عالمانہ جبہ و دستار سے اجتناب کرتے، سر پر سادہ عمامہ اور بدن پر کھلے گلے اور ڈھیلے بازووں والی سفید قمیص زیب تن فرماتے،کھدر اور لٹھے کے لباس کو ترجیح دیتے،سرخ چمڑے کا جوتا استعمال کرتے، بڑھاپے میں ریش مبارک کو رنگ حنا

(۱) تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور مرتبہ اقبال فاروقی ص:۲۹۳ مطبوعہ مکتبہ نبویہ،لاہور

(۲) انوار لاثانی کامل:۲:۵۷ مطبوعہ دربار علی پور سیداں ضلع نارووال

سے مزین فرماتے مگر زندگی کے آخری ایام میں حنا کا استعمال ترک کر دیا اور چہرے پر سفید داڑھی سجنے لگی۔

مولانا حلوائی کا ایک خاصہ یہ بھی رہا کہ ایک وسیع المطالعہ عالم دین، کہنہ مشق مدرس، صاحب فضل وکمال شیخ طریقت اور مستند محقق ومصنف ہونے کے ساتھ ساتھ ساری زندگی حلوائی کی دکانداری بھی کی، یہ آپ کی خودداری کی ایک مثال ہے۔

مولانا حلوائی پنجابی، اردو، فارسی اور عربی کے شاعر بھی تھے۔ پنجابی زبان میں تفسیر نبوی (۱۵ جلدیں)، شفاء القلوب، شمول الوہابیہ، نورالایمان رسائل اربعہ، النار الحامیہ وغیرہ منظوم کتب ہیں، اس کے علاوہ چند کتب کے آخر میں آپ کا اردو اور عربی کلام بھی موجود ہے، افسوس کہ آپ کا نعتیہ کلام تاہنوز شائع نہیں ہوسکا۔

اپنی عمر کے آخری پندرہ سالوں میں کاروبار ترک کر کے ہمہ وقت دینی اور علمی مشاغل کے لیے خود کو وقف کر لیا، اپنی شبانہ روز محنت سے دہلی دروازے کے باہر کوتوالی کی شمالی دیوار کے ساتھ ایک دومنزلہ مسجد بنائی جس کے پہلو میں حجرے تعمیر کروائے، جنوبی حجروں میں آپ کے شاگرد رہتے تھے اور شمالی حجروں میں آپ زندگی کے آخری ایام تک رہائش پذیر رہے، دومنزلہ مسجد آپ کے شاگردوں اور زیر تربیت سالکوں سے ہمیشہ آباد رہتی تھی، نماز جمعہ کے بعد اپنی مسجد میں بیٹھ جاتے، علمی مسائل پر گفتگو ہوتی، زیادہ تر اعتقادی موضوعات زیر بحث ہوتے۔

آپ کے معاصر علماء سے بہت مضبوط روابط تھے، آپ کی کتب پر تقاریظ وتصدیقات کے حوالے سے چند ممتاز علمائے کرام کے اسمائے گرامی تحریر کیے جاتے ہیں؛

مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان نوری، مولانا وصی احمد محدث سورتی، محدث پیلی بھیتی، مفتی عبدالعزیز مزنگوی، سید ابوالبرکات، سید ابوالحسنات، سید دیدار علی شاہ محدث الوری، صدرالافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی۔

دیگر معاصرین میں مفتی احمد یار خان نعیمی، پیر مہر علی شاہ گولڑوی، میاں شیر محمد شرقپوری، پروفیسر سید احمد بٹالوی، پروفیسر اصغر علی روحی، مولانا تاج الدین قادری، مولانا نور بخش توکلی کے اسماء نمایاں ہیں۔

پیرزادہ اقبال فاروقی صاحب کے بقول اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے ساتھ بذریعہ خط وکتابت رابطہ رہا اور اعلیٰ حضرت نے کئی خطوط مولانا حلوائی کے نام تحریر فرمائے اور مولانا حلوائی بھی اعلیٰ حضرت سے مسائل دریافت فرمایا کرتے تھے۔

مزید لکھتے ہیں کہ صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی انجمن حزب الاحناف، لاہور کے جلسوں میں تشریف لاتے تو مولانا حلوائی ان کی دینی خدمات کے اعتراف کے طور پر انہیں ملنے جاتے اور صدرالافاضل بھی آپ کی علمی خدمات کی قدر کرتے اور حوصلہ افزائی کے طور پر آپ کی مسجد میں ہر سال ملاقات کے لیے خصوصی طور پر تشریف لایا کرتے تھے۔(۱)

سحری کے وقت نماز تہجد کی ادائیگی کے بعد مسجد کے فرش پر بیٹھ کر بارگاہ رسالت میں درود شریف کا نذرانہ پیش کرتے، صبح اپنے شاگردوں کے حلقہ میں بیٹھ کر ہزاروں بار درود پاک پڑھتے اور پڑھاتے، پھر تلاوت قرآن پاک اور دوسری کتابوں کی تدریس فرماتے، دن بھر تصنیف وتالیف میں مشغول رہتے اور نماز ظہر کے بعد عام لوگوں میں بیٹھ کر مسائل دینیہ پر گفتگو فرماتے، نماز عصر کے بعد ختم خواجگان کا معمول تھا۔

پیرزادہ اقبال فاروقی مولانا حلوائی کے متعلق اپنے مشاہدات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ”میں نے (مولانا حلوائی) کو ساری ساری رات شب بیدار دیکھا ہے، میں نے انہیں ساری ساری رات درود پاک پڑھتے دیکھا ہے، میں نے انہیں ننگے پاؤں حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار کی حاضری کے لیے جاتے دیکھا ہے، میں نے انہیں شاہ ابوالمعالی کے مزار کے گنبد پر بیٹھے کبوتروں کے لیے سادہ چاول پکا کر ان بے زبانوں کی خاطر مدارت کرتے دیکھا ہے، میں نے انہیں بے یارومددگار درویشوں کے لیے قسم قسم کے کھانوں کا اہتمام کرتے دیکھا ہے، میں نے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت سن کر اشک بار ہوتے دیکھا ہے۔“(۲)

---

(۱) ملخصاً تفسیر نبوی مترجم، ج:۱، ص:۲۷

☆ کیا ہی اچھا ہوا اگر پیرزادہ صاحب ان تمام خطوط کو منظر عام پر لے آئیں، کیونکہ مکاتیب رضا مرتبہ جابر شمس مصباحی اور خطوط مشاہیر بنام امام احمد رضا مرتبہ جابر شمس مصباحی سمیت فتاوی رضویہ کی تمام جلدوں میں بھی ہمیں مولانا حلوائی کا ذکر نہیں ملا۔

(۲) تفسیر نبوی مترجم، ج:۴، ص:۶

پیرزادہ اقبال فاروقی صاحب لکھتے ہیں:

"آپ (مولانا حلوائی) نے ایک بار مجھے بتایا کہ مجھے جب کوئی علمی مسئلہ درپیش ہوتا ہے اور کتابوں کے صفحات اس کے حل سے خاموش ہوتے ہیں تو میں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر مراقبہ میں بیٹھ کر اس مسئلہ کا حل تلاش کرتا ہوں، مجھے داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ راہنمائی فرماتے ہیں مگر بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ میرے مسئلہ پر حضرت داتا گنج بخش، حضرت شاہ ابوالمعالی اور حضرت میاں میر علیہم الرحمۃ نے باہم مل کر میری تسلی فرمائی، یہ مکاشفاتی احوال فاضل مولف (مولانا حلوائی) کی صفائی قلب کے مرہون منت تھے۔"(۱)

مولانا حلوائی کے تلامذہ میں مولانا باغ علی نسیم، پیرزادہ اقبال فاروقی، حافظ محمد عالم سیالکوٹی اور صوفی غلام حسین گجراتی کے اسمائے گرامی نمایاں ہیں۔ مولانا باغ علی نسیم نے آپ کی یاد میں مکتبہ نبویہ قائم کیا جو کہ اب پیرزادہ اقبال فاروقی صاحب کے زیر اہتمام چل رہا ہے۔

آپ نے ۱۴ ذی قعدہ ۱۳۶۳ھ بمطابق یکم نومبر ۱۹۴۴ء کو وصال فرمایا(۲) اور اپنی تعمیر کردہ مسجد حنفیہ نبویہ سے ملحق اپنے حجرہ میں ہی مدفون ہوئے۔

جناب ابوالطاہر فدا حسین فدؔا نے درج ذیل قطعۂ تاریخ وفات تحریر کیا(۳):

ہو گئے واصل بحق ہیں ہمدمو　　عالم ذی مرتبت وہ دیں پناہ
بندۂ حق، صاحب فضل و کمال　　عظمت علم و حکم کے بادشاہ
الفت خیرالبشر کے فیض سے　　خلد میں داخل ہوئے باعز و جاہ
کہہ گیا ملہم فدؔا سے سال وصل
از سر الہام، "مغفور الہ"
۱+۱۳۶۲=　　۱۳۶۳ھ

(۱) تفسیر نبوی مترجم، ج۶، ص:۳۰

(۲) مولانا حلوائی کی لوح مزار پر سال وصال ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ درج ہے جو کہ درست نہیں کیونکہ یکم نومبر ۱۹۴۴ء کو ہجری تاریخ ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۶۳ھ ہی بنتی ہے۔ علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب نوراللہ مرقدہ نے تاریخ وصال ۱۹۴۵ء تحریر کی ہے۔ (تذکرہ اکابر اہل سنت: مطبوعہ اویسی بک سٹال، گوجرانوالہ) [بقیہ حاشیہ صفحہ ۷ پر]

آپ نے گراں قدر علمی نوادر یادگار چھوڑے جن کا تعارف ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

تصانیف

ا۔ تفسیر نبوی پنجابی منظوم (۱۵ جلدیں)

مولانا حلوائی نے اپنی زندگی کے تقریباً ۴۰ سال اس تفسیر کے لیے وقف کیے، سال آغاز ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء اور اختتام ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء ہے۔(۱)

جب آپ نے تفسیر نبوی لکھنے کا ارادہ کیا تو اپنے مرشد گرامی مفتی غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمۃ کے پاس حاضر ہوئے اور اپنا ارادہ ظاہر کیا، مفتی صاحب نے دعا فرمائی اور بطور تبرک بسم اللہ شریف کا ترجمہ خود کیا ۔

اسم اللہ دے نال شروع ہے جو بخشش دا سائیں
کامل مہر محبت والا پالے آخر تائیں

تقریباً چار ہزار صفحات پر مشتمل اپنی نوعیت کی نہایت ہی منفرد تفسیر ہے اگر ایک صفحہ پر اوسطاً بیس (۲۰) اشعار بھی ہوں تو کل اشعار کی تعداد اسی ہزار (۸۰۰۰۰) بنتی ہے۔ ماضی میں اہلیان پنجاب کا ایک معمول یہ تھا کہ روزانہ رات کو صوفیانہ کلام سننے کی مجالس کا انعقاد ہوتا، حافظ محمد لکھوی نے اسی لیے پنجابی میں تفسیر محمدی (منظوم) تحریر کی، جس کے جواب میں مولانا

(بقیہ حاشیہ صفحہ:۶) فاروقی صاحب نے بھی ایک مقام پر تاریخ وصال ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ تحریر کردی ہے (حدیث رفتگاں برالامتیاز بین الحقیقت والمجاز: ۱۲ مطبوعہ مکتبہ نبویہ، لاہور)

(۳) فاروقی صاحب لکھتے ہیں: ''آپ کے مزار پر جو اشعار درج ہیں سے ''قد غفر لہ'' (۱۳۶۳ھ) سے تاریخ وفات برآمد ہوتی ہے۔ آپ کے ایک شاگرد مولانا برکت علی شہید نے آپ کی وفات پر ایک فارسی مرثیہ لکھا جس میں آپ کی تاریخ وفات ''مزین الجنۃ'' (۱۳۶۳ھ) سے نکالی ہے۔ (یوم وصال ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۶۳ھ یکم نومبر ۱۹۴۴ء)'' (قصص المحسنین۔تفسیر نبوی مترجم جلد ۶، ص ۱۳ مطبوعہ مکتبہ نبویہ، لاہور)

راقم نے مولانا حلوائی کے مزار شریف پر حاضری دی تو وہاں کسی قسم کے اشعار نہ پائے، مزید یہ کہ ''قد غفر لہ'' کے اعداد ۱۳۶۳ھ نہیں بلکہ ۱۴۱۹ھ بنتے ہیں اسی طرح ''مزین الجنۃ'' سے ۱۳۶۳ھ نہیں بلکہ ۵۹۶ بنتے ہیں۔

---

(۱) تفسیر نبوی کا سال آغاز ۱۳۱۰ھ ہے جبکہ پہلی جلد ۱۳۱۳ھ میں مکمل ہوئی مگر اشاعت ۱۳۱۷ھ میں ہوئی۔ فاروقی صاحب نے سال اشاعت سے سال اختتام تک کا حساب لگا کر لکھا ہے کہ آپ کی زندگی کے ۳۴ سالوں (۱۳۱۷ھ۔۱۳۵۱ھ) میں (یہ تفسیر) مکمل ہوئی۔ (تفسیر نبوی مترجم، ج ۶، ص:۲۵)

حلوائی نے بھی پنجابی نظم میں تفسیر نبوی تحریر فرمائی۔

مولانا حلوائی تفسیر نبوی کی وجہ تالیف بیان کرتے ہیں:

''لکھوی کی تفسیر محمدی نے وہابیت کو فروغ دیا، پنجاب کے دیہات میں اس کے اثرات پھیلنے لگے تو ہم نے اس کے رد میں تفسیر نبوی لکھنے کا اعلان کیا اگرچہ اس زمانے میں ایک اور پنجابی تفسیر نعمانی (معروف بہ حبیب التفاسیر) سامنے آئی مگر اس کا مولف حبیب اللہ سارجنٹ خود وہابی تھا چنانچہ وہ اپنے اثرات سامنے نہ لا سکی، وہ بے چارہ محمد لکھوی کی چال سے بے خبر رہا، وہ وہابیوں کو بھی سنی کہتا گیا۔اس کے نزدیک نجدی اور سرسید کے پیروکار چکڑالوی بھی سنی تھے۔حقیقت یہ ہے کہ جب تک تفسیر محمدی سامنے نہیں آئی تھی سارے پنجاب میں اعتقادی یک جہتی تھی، حنفی فقہ کا رواج تھا، سنی العقیدہ لوگوں کا غلبہ تھا مگر اس نے پنجاب کے دیہات میں ایک فتنہ کھڑا کر دیا، ایک عرصہ تک تو پنجابی سنی علمائے دین اس کے مقابلہ میں نہ آئے، ہم سوچتے رہے کہ اس فتنہ کا سدباب کس طرح کیا جائے، ہر طرف خاموشی دیکھ کر ہم آگے بڑھے اور تفسیر نبوی پنجابی کا آغاز کیا اور لکھوی کی اعتقادی بدعنوانیوں کی نشان دہی کرنا شروع کی، ہمارا مقصد یہ تھا کہ پنجاب کے لوگوں کی اعتقادی راہنمائی کی جائے، وہ لکھوی کے مکروفریب سے بچ جائیں۔میرے لیے حضرت مرشدی مولانا غلام دستگیر قصوری اور حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری دونوں نے دعا کی، مجھے تفسیر لکھنے کی اجازت بخشی، اللہ تعالیٰ نے میرے قلم کو توانائی بخشی،............سابقہ جلدوں نے پنجاب کے لوگوں کو حوصلہ دیا اور وہ وہابیت کے پروپیگنڈے سے متاثر ہونے کی بجائے اپنے عقائد پر ڈٹ گئے............اگر تفسیر محمدی اپنی بداعتقادی نہ پھیلاتی تو ہمیں تفسیر نبوی لکھنے کی ضرورت درپیش نہ آتی، اس نے مٹھائی زہر ملا کر لوگوں کو کھلائی تاکہ لوگ اسے مٹھائی سمجھ کر کھا لیں، الحمدللہ آج اس کے مکروفریب سے لوگ آگاہ ہو گئے ہیں۔'' (۱)

(۱) تفسیر نبوی مترجم، ج ۷، ص: ۷۰۔۶۹

مولانا حلوائی نے تفسیر لکھتے ہوئے مستند تفاسیر جیسے خازن، معالم التنزیل، جمل، مدارک، ابن عباس، ابوسعد، بیضاوی، مظہری، کبیر، رحمانی، احمدی، روح البیان، جلالین، رؤفی، عزیزی، خلاصۃ التفاسیر، حسینی، روح المعانی، درمنثور ودیگر (تین سو سے زائد) کتب معتبرہ سے استفادہ کیا، اسرائیلیات اور غیر معتبر روایات سے قطعاً اجتناب کیا۔ آپ کے اس علمی و تحقیقی شاہکار میں عوام وعلماء کی ضرورت کا سب سامان موجود ہے۔

تفسیر نبوی کے اردو ترجمہ کے لیے مولانا باغ علی نسیم (مرید وخلیفہ مولانا حلوائی) نے علماء کا ایک بورڈ تشکیل دیا جس میں پیرزادہ اقبال فاروقی، مولانا سید غلام مصطفیٰ عقیل بخاری، مفتی ظفر جبار چشتی اور مولانا غلام مصطفیٰ مجددی صاحب کے نام نمایاں ہیں۔ پنجابی ایڈیشن میں قرآن پاک کے متن کے تحت اللفظ میں شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ دیا گیا تھا، مگر اردو ترجمہ کرتے ہوئے اس کو کنز الایمان سے بدل دیا گیا ہے۔(۱)

تفسیر نبوی (پنجابی) کی اشاعت پر کثیر علمائے کرام نے مولانا حلوائی کو ہدیہ تبریک پیش کیا اور خطوط لکھ کر حوصلہ افزائی بھی کی چنانچہ پیرزادہ اقبال فاروقی لکھتے ہیں:

”ہمیں پرانے اوراق میں جن حضرات کے اسمائے گرامی مل سکے ہیں ان میں حضرت امام اہل سنت مجدد مایہ حاضرہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان قادری، مولانا سید دیدار علی شاہ الوری، مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی اور مولانا ولی محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہم کے اسمائے گرامی نمایاں نظر آتے ہیں۔“(۲)

۲۔ شفاء القلوب:

پنجابی اشعار میں درود شریف کے فضائل وآداب اور مختلف درود شریف کے خواص و فوائد اور اولیاء اللہ کے اذکار پر مشتمل یہ کتاب مولانا حلوائی نے ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۳ء میں تصنیف فرمائی، تاہم ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۲ء میں لاہور سے شائع ہوئی۔ بعدازیں پیرزادہ اقبال فاروقی صاحب کے اردو ترجمہ کے ساتھ ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۲ء میں مکتبہ نبویہ لاہور سے شائع ہوئی۔

---

(۱) تفسیر نبوی مترجم، ج ۱، ص ۱۱

(۲) مقدمہ بر تفسیر نبوی مترجم، ج:۴، ص:۸ مطبوعہ مکتبہ نبویہ، لاہور

مولانا حلوائی اس کتاب کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

''اپنی زبان (پنجابی) میں اس موضوع پر کوئی جامع اور مستند کتاب میری نظر سے نہیں گزری تھی اس لیے مجھے خیال پیدا ہوا کہ درود شریف اور صلوۃ وسلام کے فضائل پر ایک ایسی کتاب مرتب کی جائے جو اہل ذوق کا وظیفہ بنے۔ چنانچہ میں نے تفاسیر، احادیث اور تاریخ کی مختلف کتابیں سامنے رکھیں اور علماء کرام کی کتابیں بھی زیر نگاہ رکھیں اور ان کے مطالب کو (اس کتاب میں) سمو دیا، میں نے یہ کوشش کی ہے کہ مختصر الفاظ میں وسیع مطالب بیان کیے جائیں، چنانچہ ان کی صحت اور سند میں پوری تحقیق سے کام لیا گیا ہے، مجھے امید ہے کہ اہل علم میری اس کاوش کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔''(۱)

فاروقی صاحب اس کتاب کی مقبولیت کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

''اس کے کئی ایڈیشن چھپتے رہے اور اہل محبت نے اسے بے حد پسند کیا، آج تک یہ کتاب اپنی طلب کے لحاظ سے ہزاروں کی تعداد میں ملک کے گوشے گوشے تک پہنچ چکی ہے۔''(۲)

۳۔ الامتیاز بین الحقیقت والمجاز

جاء الحق مصنفہ مفتی احمد یار خان نعیمی اور انوار آفتاب صداقت از قاضی فضل احمد صاحب کی اشاعت پر مولانا حلوائی بہت خوش ہوئے اور دونوں کے مصنفین کو ہدیہ تبریک پیش کرنے کے لیے بذات خود تشریف لے گئے اور متعدد نسخے تقسیم کیے۔(۳)

تاہم کچھ مقامات پر تشنگی محسوس کرتے ہوئے مولانا حلوائی نے خود قلم اٹھایا اور تقریباً ایک سو اختلافی مسائل پر دلائل و براہین سے مزین تین ہزار صفحات پر مشتمل یہ کتاب تصنیف فرمائی۔ لیکن افسوس کہ مولانا حلوائی تو وصال فرما گئے اور آج تک یہ کتاب مکمل شائع نہ ہو سکی۔

(۱) شفاء القلوب اردو: ۹۷،۹۶، مکتبہ نبویہ، لاہور
(۲) شفاء القلوب اردو: ۱۹، مکتبہ نبویہ، لاہور
(۳) مقدمہ تفسیر نبوی، ج۶، ص: ۲۷

پیرزادہ اقبال فاروقی صاحب لکھتے ہیں:

''اس کتاب کی تالیف پر آپ نے اپنی زندگی کے آخری سات سال وقف کئے تھے۔آپ دراصل ان تمام اختلافی مسائل پر محاکمہ اور محاسبہ کرنے میں کوشاں رہے جو مختلف فرقوں میں وجہ اختلاف رہے، چنانچہ آپ نے ایسے تقریباً ایک سو سے زیادہ مسائل پر بڑی محققانہ بحث کی، فریقین کے نقطۂ نظر کو پیش کیا، مختلف دلائل اور شواہد ضبط تحریر میں لائے گئے جن کے سہارے فریقین اپنے اپنے دعوی کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر اپنی محققانہ رائے کو محاکمہ کے بعد بیان لاتے گئے۔''(۱)

صرف تین مسائل (مسئلہ علم غیب، استمداد اور تصرف اولیاء اللہ) کو مولانا حلوائی کے ایک مرید برکت علی شہید نے کتابی صورت میں ترتیب دے کر مکتبہ نبویہ (لاہور) سے ۱۹۶۶ء میں شائع کروایا۔

۴۔النار الحامیہ لمن ذم المعاویہ (۱۳۵۶ھ)

مولانا حلوائی کے دور میں چند سنی پیر خانوں کے سجادہ نشین شیعہ کے پروپیگنڈہ سے متاثر ہوکر صحابی رسول امیر المومنین جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے لگے، مولانا حلوائی نے یہ کتاب لکھی اور اپنے مرشد کریم پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کی، حضرت لاثانی نے پسندیدگی کا اظہار کیا اور طباعت کی منظوری دی، چنانچہ ۱۹۳۶ء/۱۳۵۴ء میں یہ کتاب پہلی بار پیر عبدالخالق فاروقی مرحوم کے زیر اہتمام شائع ہوئی۔

اس کتاب میں مولانا حلوائی نے فضائل جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر سیر حاصل گفتگو کی ہے اور شیعہ کے اعتراضات کا دلائل سے رد کیا ہے، حال ہی میں پاکستان کے چند ناعاقبت اندیش مولویوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر زبان طعن دراز کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے ان مولویوں پر ڈاکٹر اقبال مرحوم کا مصرع ''دین ملا فی سبیل اللہ فساد'' بالکل صادق آتا ہے۔

---

(۱) الامتیاز بین الحقیقت والمجاز: ۱۳۰، ۱۲، مکتبہ نبویہ، لاہور

۵۔اخراج المنافقین من مساجد المسلمین (۱۳۵۳ھ)

یہ رسالہ (۳۲ صفحات) مولانا باغ علی نسیم (مرید و خلیفہ مجاز مولانا حلوائی و مہتمم مکتبہ نبویہ، لاہور) نے مولانا وصی احمد محدث سُورتی کے رسالہ ''جامع الشواہد فی اخراج الوہابیین عن المساجد'' کے ساتھ ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء میں شائع کیا، اس رسالہ میں مولانا حلوائی نے بدمذہب منافقین کو مسجد سے نکالنے کے متعلق قرآن و حدیث سے دلائل پیش کیے ہیں۔ مولانا غلام قادر بھیروی (خطیب بیگم شاہی مسجد، لاہور) کے بعد مولانا حلوائی نے اپنی تعمیر کردہ مسجد میں یہ عبارت کندہ کروا کر آویزاں کروائی تھی۔

''یہ مسجد خالص حنفیہ کرام کی ہے کوئی غیر مذہب یہاں آکر اپنے افعال ادا نہیں کرسکتا جس سے منافقت پیدا ہو۔'' فقیر محمد نبی بخش حلوائی متولی مسجد ہذا (مولف تفسیر نبوی) ۱۳۵۴ھ (۱)

۶۔انتباہ المنکرین من تصرف سید المرسلین (۱۳۵۱ھ)

یہ رسالہ ۳۲ صفحات ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء میں پیر عبدالخالق صاحب حنفی نقشبندی شہابدی نے زرکثیر صرف کر کے طبع کروایا۔ اس رسالہ میں حضور علیہ السلام کے جسم اطہر کی لطافت، مسئلہ حاضر و ناظر، استمداد کے متعلق مولانا حلوائی کا تفصیلی فتویٰ ہے، اس کے علاوہ سید ابوالبرکات، سید ابوالحسنات، مولانا محمد اکرم (امام مسجد دربار شاہ محمد غوث، لاہور)، مفتی عبدالعزیز مزنگوی، مفتی عبدالقادر (مدرسہ غوثیہ عالیہ سادھواں، لاہور)، مولانا غلام مصطفیٰ (امام و خطیب بیگم شاہی مسجد، لاہور) اور مولانا معوان حسین صاحب رامپوری (خطیب شاہی مسجد، لاہور) کے فتاویٰ بھی شامل ہیں۔

ہمیں تعجب ہے کہ محترم نعیم اللہ خان قادری صاحب (کامونکی) نے اس رسالہ کو اپنی مرتبہ کتاب ''رسائل و مناظرے ابوالبرکات'' (مطبوعہ فیضان مدینہ پبلی کیشنز، کامونکی) میں

---

(۱) مقدمہ تفسیر نبوی مترجم، ج:۶، ص:۱۹۔ یہ تحریر مسجد کی جدید تعمیر کے وقت ہٹا دی گئی ہے۔

حضرت سید ابوالبرکات شاہ صاحب (خلیفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی وسابق ناظم دارالعلوم حزب الاحناف) کی تصنیف کے طور پر شامل کیا ہے، رسالہ مذکور کے شروع میں صرف دو صفحات کا ایک فتوی حضرت سید ابوالحسنات شاہ صاحب کا ہے نا کہ ابوالبرکات شاہ صاحب کا، پھر صفحہ ۷ سے ۳۱ تک ''انتباہ المنکرین من تصرف سید المرسلین'' کے عنوان سے مولانا نبی بخش حلوائی صاحب کی تحریر ہے، مذکورہ صفحات کے حاشیہ پر مولانا حلوائی کا نام واضح طور پر تحریر ہے اور کتاب کے آخر میں مولانا محمد یعقوب سلامت پوری نے اپنی تقریظ میں بھی لکھا ہے:

> ''جو کچھ مولانا خطیب جامع مسجد وزیر خاں و مولوی نبی بخش صاحب حلوائی نے تحریر کیا ہے، منصف حق کے لیے کافی و وافی ہے اور متعصب، باطل، ملحد کے لیے ایک دفتر بھی کافی نہیں۔''(۱)

ابوالحسنات سید احمد قادری لاہور کی تاریخی مسجد وزیر خاں (اندرون دہلی دروازہ لاہور) کے خطیب تھے چنانچہ اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ اس رسالہ کی نسبت سید ابوالبرکات (خلیفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی) کی طرف کرنا درست نہیں۔

۷۔ اظہار انکار المنکرین من صلوۃ المحبین

یہ رسالہ ۶۴ صفحات مولوی احمد سعید دیوبندی کے رسالہ ''رسول اکرم کی زیارت'' کی تردید میں تصنیف فرمایا۔ مولوی احمد سعید دیوبندی نے اپنے رسالہ میں درود مستغاث اور درود تاج کو من گھڑت قرار دیتے ہوئے طرح طرح کے اعتراضات وارد کیے جن کا مفصل رد مولانا حلوائی نے اپنے اس رسالہ میں فرمایا۔ رسالہ کے اخیر پر کچھ گفتگو آداب درود پر ہے، درود شریف مستغاث کا منظوم پنجابی ترجمہ از حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری اور درود تاج کا منظوم پنجابی ترجمہ از مولانا حلوائی بھی شامل ہے۔

(۱) انتباہ المنکرین من تصرف سید المرسلین، ص: ۳۲

۸۔سبیل الرشاد فی حق الاستاد

یہ مختصر رسالہ مشتملہ ۱۶صفحات فیروز پرنٹنگ ورکس (لاہور) سے شائع ہوا،اس رسالہ میں مولانا حلوائی نے استاد دینی کے حقوق شاگردوں پراور حکم عاق استاد قرآن مجید واحادیث وتفاسیر وکتب فقہ معتبرہ سے بیان کیے ہیں۔

۹۔تحصیل العرفان فی آداب مشائخ والاخوان (۱۳۵۰ھ)

یہ رسالہ ۳۲صفحات رفاہ عامہ سٹیم پریس،لاہور سے ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء میں شائع ہوا۔مولانا حلوائی لکھتے ہیں:

> ''زمانہ حال میں اکثر لوگ آداب شیخ اورآداب اخوان سے ناواقف رہ کر منزل مقصود کونہیں پہنچتے۔لہٰذا ''اہل فتوحات و الاذواق'' (عربی-مصری) مولفہ امام الہمام مربی المریدین مرشد السالکین ذی النور الفاروق والفتح والخوارق عارف ربانی سیدنا ومولانا شیخ فتح اللہ ابن شیخ حضرت ابی بکر البنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آداب شیخ وآداب اخوان صفحہ ۸۰ سے ۱۲۹ تک سلیس اردو میں ملخص کر کے ہدیہ طالبان حق کیا جاتا ہے۔''(۱)

۱۰۔شمول الوہابیہ فی سلک النجدیہ

یہ کتاب مولانا حلوائی نے ۱۳۵۵ھ میں تصنیف فرمائی،کل صفحات ۱۲۳ ہیں، مطبع منشی فخرالدین،لاہور سے شائع ہوئی۔اس کتاب میں مولانا حلوائی نے کتاب التوحید مصنفہ محمد بن عبدالوہاب نجدی،تقویۃ الایمان مصنفہ از اسمٰعیل دہلوی اور حافظ محمد لکھوی کی کتب کا رد کیا ہے۔ اسلوب کتاب نہایت منفرد ہے،مولانا حلوائی پہلے ''قال النجدی'' کے خطاب سے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی عبارت ''کتاب التوحید'' سے نقل کرتے ہیں پھر اس کا ترجمہ اسمٰعیل دہلوی کی کتاب ''تقویۃ الایمان'' سے ''قال الھندی'' کے خطاب سے لاتے ہیں پھر ''قال

(۱) تحصیل العرفان:مطبوعہ رفاہ عامہ سٹیم پریس،لاہور

الـفـنـجابی “(پنجابی) کے خطاب سے حافظ لکھوی کے پنجابی اشعار نقل کرتے ہیں جو کہ حقیقت میں اسی عبارت کا منظوم پنجابی ترجمہ ہے، اور آخر میں ”الجواب“ کے عنوان سے تمام اعتراضات کا رد کرتے جاتے ہیں۔کہیں کہیں پنجابی زبان میں منظوم جوابات بھی شامل ہیں۔

۱۱۔اطلاع الناس فی طلاق الثلث:

یہ رسالہ طلاق ثلاثہ کے مسئلہ پر احناف کے موقف کی تائید اور غیر مقلدوں کی تردید میں ترتیب دیا۔کل صفحات ۱۶ ہیں، پنجاب پبلک لائبریری (لاہور) کے قرآن محل میں تفسیر نبوی (منظوم بزبان پنجابی) کی چھٹی جلد میں موجود ہے۔مولانا حلوائی نے لکھا ہے کہ یہ رسالہ انہوں نے مولانا غلام قادر بھیروی علیہ الرحمۃ کی کتاب ”ارشاد الحق المبین لھدایت الجاھل الغبین“ سے اخذ کیا اور اخیر رسالہ میں چند علمائے اہل سنت کے تائیدی فتاوی اور تقاریظ کا اضافہ کیا چنانچہ مویدین رسالہ میں محدث کوٹلی لوہاراں علامہ مولوی ابو یوسف محمد شریف قادری رضوی (خلیفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی)، مولانا حافظ امام الدین (کوٹلی لوہاراں، خلیفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی)، صوفی محمد عبداللہ صاحب، مولانا یعقوب سلامت پوری، مولانا اصغر علی روحی (مدیر رسالہ الہدی، لاہور)، مفتی عبدالعزیز مزنگوی، محمد عبدالمنان پشاوری، مولانا فضل الرحمان نقشبندی اور خلیفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سید ابوالبرکات (امیر دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور) کے اسمائے گرامی نمایاں ہیں۔

۱۲۔خیر الہدیٰ فی عدم الجمعۃ فی القریٰ:

۱۴۸ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ کریمی پریس، لاہور سے ۱۳۵۱ھ/ ۱۹۳۳ء میں شائع ہوا۔ان دنوں پنجاب کے دیہی علاقوں میں غیر مقلد حضرات کی شرانگیزیاں زوروں پر تھیں چنانچہ انہوں نے خلاف مذہب احناف گاؤں دیہات میں جمعہ کے جواز کا فتوی دیا۔وہابیہ کی تقلید میں کئی حنفی ائمہ نے بھی گاؤں میں جمعہ کی جماعت کا سلسلہ شروع کر دیا۔مولانا حلوائی نے اس بڑھتی ہوئی گمراہی کے سدباب کے لیے پنجابی نظم میں یہ رسالہ تالیف کیا تاہم بعض مقامات پر اردو نثر کا استعمال بھی کیا، عربی آیات واحادیث وفقہائے کرام کے اقوال سے مزین نہایت مدلل رسالہ

ہے، جس میں غیر مقلدین بالخصوص حافظ محمد لکھوی کا رد بلیغ ہے۔ کتاب کے اخیر میں مشہور غیر مقلد مولوی محمد حسین بٹالوی کے ایک سوال پر مولانا سید احمد علی بٹالوی کا جواب بطور ضمیمہ شامل ہے اور محدث نیموی عظیم آبادی کی کتاب "لامع الانوار" سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی تقریظ اور گاوں میں جمعہ کی جماعت کے متعلق غیر مقلدین سے چند سوالات نقل کیے گئے ہیں، نیز اسی رسالہ کی تائید میں علمائے دیوبند سے مولوی رشید گنگوہی، مفتی عزیز الرحمٰن اور مولوی محمود الحسن کی مواہیر بھی شامل کی گئی ہیں۔ ندوۃ العلماء سے مفتی عبداللطیف اور مولوی فاروق صاحب کی تصدیق ہے۔

کتاب کے آخر میں حضرت غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری، مولانا غلام دستگیر قصوری اور مولانا نبی بخش حلوائی کے عربی میں منظوم خطبات جمعہ کے علاوہ چند اردو اور فارسی غزلیں شامل ہیں۔

۱۳۔ احسان الاموات بالصدقات والاسقاط (۱۳۰۵ھ):

مولانا حلوائی اس رسالہ کی وجہ تالیف تحریر کرتے ہیں:

"اہل اسلام پر مخفی نہ رہے کہ اخبار الفضل قادیانی، الفقیہ کی عبارت ۸/ اگست میں سے نقل کر کے لکھتا ہے:

اس زمانہ کے مولویوں نے نہ معلوم خدا کو کیا سمجھ رکھا ہے کہ اس سے دھوکہ بازی کی ترغیب دینے میں دریغ نہیں کرتے۔"

پھر لکھا "کیا خدا تعالیٰ کے ساتھ یہ صریح دھوکہ بازی نہیں کہ جو مال ایک آدھ روزے اور نمازوں کا فدیہ سمجھا جاتا ہے اسی کو الٹ پلٹ پھیر کر کے ساری نمازوں اور ساری عمر کے روزوں کے معاوضہ میں دیا جائے۔" (۱)

چنانچہ مولانا حلوائی نے اس رسالہ میں اہل اسلام پر قادیانیوں کے اس اعتراض کا مسکت جواب دیا ہے۔ نیز غیر مقلدوں بالخصوص حافظ محمد لکھوی کی طرف سے مردوں کے ایصال ثواب کے لیے صدقات وغیرہ پر اعتراضات کا قرآن وحدیث سے مدلل جواب تحریر کیا ہے۔ اخیر

(۱) الاحسان الاموات بالصدقات والاسقاط مولفہ نبی بخش حلوائی، سرورق

رسالہ پر ولادت سیدالانام صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر قیام تعظیمی کے مسئلہ پر مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی کا مکتوب بنام سید دیدار علی شاہ محدث الوری منقول ہے جس میں مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا:

''بعد سلام مسنون عرض آنکہ آپ کا مکرمت نامہ پہنچا در باب قیام یہ عرض ہے کہ قیام صدیقہ آپ کی دست بوسی کے لیے تھا کہ اظہار فرحت وسرور اور شکریہ کو متضمن ہے علی ہذا۔۔انصار کے واسطے طبعی قیام تھا کہ محبوب کو دیکھ کر بے ساختہ قیام ہوسو یہ قیام ممنوع نہیں اب بھی درست ہے کوئی اس کا ناسخ نہیں، آپ نے صحیح لکھا ہے۔''

مولوی رشید احمد گنگوہی کے جواب پر جرح کرتے ہوئے محدث الوری نے جوابی مکتوب میں لکھا جس کے جواب سے عاجز آتے ہوئے رشید احمد گنگوہی نے یہ جواب لکھ بھیجا:

''آنکہ بندہ کو ایسی تحریر سے معذور فرمائیں اور جو نزدیک آپ کے محقق ہے اس پر عمل فرماویں۔''(۱)

یہ رسالہ کل چالیس (۴۰) صفحات پر مشتمل ہے تفسیر نبوی (پنجابی) کی چھٹی جلد کے ساتھ شائع ہوا۔

۱۴۔ایضاح التلبیس الشیطانی مافی تفسیر النعمانی:

مولوی حبیب اللہ نعمانی نے پنجابی زبان میں منظوم تفسیر لکھی لیکن بعض مقامات پر مسلک اہل سنت سے صحیح انحراف کیا، مولانا حلوائی کی تنبیہ کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اپنے گمراہ نظریات پر ڈٹے رہے۔اس رسالہ کی وجہ تالیف تحریر کرتے ہوئے مولانا حلوائی لکھتے ہیں:

''فقیر نے مولف مذکور (مولوی حبیب اللہ نعمانی) کو اس کے کفریات پر مطلع کیا اور اس سے اصلاح عقیدہ پر شارع عام میں اقرار کروایا اور مدت مدید تک جب مولف نے وعدہ ایفا نہ کیا تو پھر تحریراً مطلع کیا جس کا جواب ندارد۔مگر فقیر کے ایک دوست میاں الٰہی بخش صاحب خیاط لاہور اندرون دروازہ دہلی کو جو مولف کے ہم قوم ہیں مل کر کہہ گیا کہ اگر مولوی نبی بخش صاحب میری اغلاط پر گرفت کریں گے تو میں بھی

(۱) احسان الاموات بالصدقات والاسقاط از مولانا نبی بخش حلوائی، ص:۴۰

ان کی غلطیاں پکڑوں گا پس یہ پیغام مولف کا سنتے ہی اس کے چند عقیدے علماء نامدار وفضلاء کبار ہندوستان و پنجاب کے پیش کر کے مندرجہ ذیل حکم شرعی دربارہ مولف مذکور لے کر شائع کیا''(۱)

مولانا حلوائی لکھتے ہیں:

''اس رسالہ میں پہلے مولف تفسیر نعمانی کے بعض عقیدے جو مخالف اہل سنت کے تھے تحریر کر کے ان کا ماحصل بیان کیا ہے پھر اس پر علمائے کبار کے فتوے اور شہادات ہیں۔ من جملہ جن کے فاضل اجل حضرت مولانا مفتی ولی محمد صاحب جالندھری، فاضل کامل استاذ العصر مولانا مولوی عبدالحکیم صاحب کلانوری سلمہ الرحمٰن، حضرت مولانا مولوی احمد بخش صاحب مولوی فاضل و منشی فاضل عم فیضہ ساکن کوٹ مہتاب خان، جامع معقول ومنقول اسوۃ الاتقیا زبدۃ الفقہاء حضرت مولانا مولوی وصی احمد حفظہ اللہ تعالی محدث پیلی بھیتی، واقف علوم عجیبہ ماہر فنون غریبہ محرم اسرار خفی والجلی مولانا مولوی اصغر علی صاحب روحؔی دامت فیضانہ بھی ہیں۔ غرض قریب پچاس علما کے شہادات تحریر ہیں مع فضلاء بریلوی۔''(۲)

دیگر ممتاز مقرظین ومویدین میں حضور صدر الافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی، حافظ فتح محمد صاحب اچھروی، پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی علی پوری، سید دیدار علی شاہ محدث الوری اور مولانا غلام رسول صاحب (مدرس نعمانیہ، لاہور) شامل ہیں۔

مولانا حلوائی کے اس رسالہ کے جواب میں مولوی حبیب اللہ نعمانی نے ایک رسالہ مسمّٰی بہ ''ازالۃ الوسواس الشیطانی'' شائع کیا جس کے صفحے میں علمائے دین کو مخاطب کر کے یہ نوٹ لکھا:

''جن علماء کرام نے دھوکہ میں آکر حلوائی کے فتوی پر دستخط کر دیے ہیں ان کی خدمت میں بعد سلام مسنونہ مودبانہ گزارش ہے کہ وہ حلوائی کی اور میری اس ناچیز

(۱) رسائل خمسہ:۲ مطبوعہ روز بازار سٹیم پریس، امرتسر

(۲) ایضاً ص:۱

تحریرکو بغور ملاحظہ فرماویں اگراب بھی نیازمند کی غلطی ثابت ہوتو للہ مفصل اطلاع بخشیں اور مشکور فرماویں تاکہ میں اس کی اصلاح کرسکوں اور مجھے اپنی کسی غلطی پر اصرار نہ ہوگا۔ان شاءاللہ العزیز۔اگر وہ خود دھوکہ میں آکر دستخط کر چکے ہیں تو براہ عنایت بزرگانہ و ہمدردی اسلام بہت جلدی اس سے بھی مطلع فرماویں تاکہ میں پروردگار کی جناب میں شکریہ ادا کرسکوں۔"(۱)

چنانچہ مولانا حلوائی نے اپنا رسالہ "ایضاح التلبیس الشیطانی" اور مولوی حبیب اللہ نعمانی کا رسالہ "ازالۃ الوسواس الشیطانی" ایک استفتاء کے ساتھ بریلی شریف حضور مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان نوری قادری برکاتی کی خدمت میں پیش کردیا جس کے جواب میں حضور مفتی اعظم ہند نے مولانا حلوائی کے فتوی کی تصدیق وتوثیق کرتے ہوئے مولف تفسیر نعمانی پر بسبب اس کے کفریہ عقائد کے حکم کفر لگایا، رسالہ کا نام "الرمح الدیانی علی راس الوسواس الشیطانی" (۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء) رکھا۔اس رسالہ پر حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی صاحب کی تصدیق بھی موجود ہے۔

مولانا حلوائی نے "الرمح الدیانی" کو اپنے رسائل اربعہ(ایضاح التلبیس، قھر القھار، ازالۃ التلبیس، الدلائل القویہ)کے ساتھ"رسائل خمسہ"کے نام سے شائع کروایا۔

یہاں یہ بیان کرنا نہایت ضروری ہے کہ مولانا حبیب اللہ نعمانی نے مولانا حلوائی کے رسائل اور اکابرین اہل سنت کے فتاوی کے بعد اپنے گمراہ اور فاسد نظریات سے توبہ کرلی تھی، اس ضمن میں شرف اہل سنت علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں:

"مولانا حبیب اللہ نعمانی پنجابی کے قادر الکلام شاعر اور کثیر التصانیف مصنف تھے، رسالہ تقلید میں انہوں نے بعض ایسی باتیں لکھ دی تھیں جو ناواقفی پر مبنی اور حقائق کے خلاف تھیں، اس لیے مولانا نبی بخش حلوائی نے تفسیر نبوی اور بعض دیگر رسائل میں ان پر سخت گرفت فرمائی، مولانا نعمانی سلیم الطبع اور حق پرست شخصیت تھے لہذا

(۱) رسائل خمسہ:۱۱ مطبوعہ روز بازار سٹیم پریس، امرتسر

بروایت مولانا اللہ دتا مدظلہ (راقم کے والد گرامی) انہوں نے ان غلط باتوں سے رجوع کرلیا۔

برادر محترم مولانا محمد عبدالغفار ظفر الصابری (لائکپوری) کے نام مولانا کے بعض مکاتیب جو انہوں نے وصال سے کچھ عرصہ پہلے (۵۳،۱۹۵۰) میں لکھے تھے اور مولانا کے اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے ایک مخطوطہ سے (جو راقم کے پاس محفوظ ہے) پتہ چلتا ہے کہ مولانا صحیح العقیدہ اور متصلب سنی تھے، مولائے کریم نے توفیق عطا فرمائی تو ان پر کسی وقت الگ مقالہ لکھا جائے گا۔ ان شاء المولی الکریم" (۱)

۱۵۔قہر القہار علی منکر الاحادیث والآثار:

مولانا حلوائی لکھتے ہیں:

"اس رسالہ میں مولف تفسیر نعمانی کے انکار حدیث مع دیگر چند شبہات کا عمدہ جواب ہے، نیز مولف تفسیر نعمانی نے حنفیت کے لباس میں وہابیت پھیلائی اس کا نمونہ بھی بتا دیا گیا ہے تا کہ عوام حنفی اس کی تفسیر کے "نعمانی" نام سے دھوکہ نہ کھائیں" (۲)

۱۶۔ازالۃ التلبیس بالقرآن والحدیث:

مولانا حلوائی لکھتے ہیں:

"اس رسالہ میں میاں سلیمان دومیلوی کا حنفی چشتی جھوٹا کہلا کر وہابیت کا پھیلانا درج ہے۔لہذا اس کی مصنفہ کتاب تفسیر سورہ یوسف سے چند عقیدے نقل کر کے اس کا جواب اسی کی تصنیف اور اسی کے پیرو مرشد حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین گولڑہ شریف کے رسالہ شریفہ مسمّٰی بہ "اعلاء کلمة اللّٰه فی بیان و ما اهل به لغیر اللّٰه" سے بخوبی دیا گیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص بھی مثل مولف تفسیر نعمانی کے سخت وہابی ہے نہ کہ حنفی و چشتی۔" (۳)

(۱) تذکرہ اکابر اہل سنت: ۱۳۳ مطبوعہ اویسی بک سٹال، گوجرانوالہ
(۲،۳) رسائل خمسہ: اندرون سرورق مطبوعہ روز بازار سٹیم پریس، امرتسر

۱۷۔الدلائل القویہ فی اثبات الکفریات الوہابیہ:

مولانا حلوائی اس رسالہ کے متعلق لکھتے ہیں:

''اس میں خصوصا وہابیوں کے کفر کا ثبوت قرآن واحادیث سے عمدہ طور پر دیا گیا ہے اور صلح کلوں کی بیخ کنی کی گئی ہے اور یہ کہ وہابی فرقہ کیسے ظاہر ہوا اور کہاں سے نکلا اوران کے بعض عقائد کا اظہار اوران کا حکم شرعی۔''(۱)

۱۸۔انتصار نبوی فی اظہار تفریط افراط لکھوی

یہ رسالہ ۲۸ صفحات ''شمول الوہابیہ فی سلک نجدیہ'' کے ساتھ شائع ہوا۔مولانا حلوائی نے مولوی حافظ محمد لکھوی کی تفسیر محمدی کے جواب میں تفسیر نبوی تحریر فرمائی اور تفسیر محمدی میں پائی جانے والی گمراہی کو واضح کیا تو حافظ لکھوی کے ایک مرید نے تفسیر محمدی کی تائید ومدح میں ایک رسالہ تصنیف کیا،سو یہ رسالہ اس کے رد میں تحریر ہوا۔اس رسالہ میں مولانا حلوائی نے تفسیر محمدی میں پائی جانے والی گمراہیوں کی نشان دہی کرتے ہوئے ان کا مدلل ومسکت جواب تحریر کیا نیز یہ بھی واضح کیا کہ مولف تفسیر محمدی نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ نقل کرتے ہوئے خورد برد سے کام لیا اور اپنی مرضی سے جہاں چاہا من مانا ترجمہ کیا۔

وہ کتب جو ہمیں دستیاب نہ ہوسکیں

۱۹۔نور الایمان مجموعہ رسائل اربعہ

مولانا حلوائی ''النار الحامیہ لمن ذم المعاویہ'' کے آخر میں اس کے متعلق لکھا ہے:

''اس میں چار رسالے منظوم قابل دید ہیں''

۲۰۔انواع نبوی

افسوس کہ یہ کتاب بھی شائع نہ ہوسکی، یہ کتاب انواع محمدی مصنفہ مولوی حافظ محمد لکھوی (غیر مقلد) کے جواب میں لکھی گئی۔مولانا حلوائی لکھتے ہیں:

(۱) رسائل خمسہ:اندرون سرورق مطبوعہ روز بازار سٹیم پریس،امرتسر

''اس (حافظ محمد لکھوی) نے فقہ حنفی کے رد میں ''انواع محمدی'' لکھی، باپ کی ''انواع بارک اللہ'' کے خلاف لکھتا گیا......آہستہ آہستہ لکھوی نے اپنے آپ کو کھلا وہابی ظاہر کرنا شروع کیا، جو وہابی نہ بنتا اسے مشرک کہنے لگا......وہ نجس چیزوں کو حلال بتاتا گیا اور حلال کو حرام ٹھہراتا گیا اور ''انواع محمدی'' کے مقدمہ میں ہر حلال کو حرام اور ہر حرام کو حلال قرار دیتا گیا''(۱)

۲۱۔قہر القہار رد عبد الستار

۲۲۔مجموعہ انواع خمسہ

اس کے علاوہ بھی کئی کتب تصنیف فرمائیں جو کہ مولانا حلوائی کی زندگی میں طبع نہ ہوسکیں جن میں مولانا حلوائی کا نعتیہ کلام بھی شامل ہے،ان کتب کے مسودات مولانا حلوائی کے کتب خانہ میں محفوظ تھے یہ کتب خانہ مولانا باغ علی نسیم (خلیفہ مولانا حلوائی) کے وصال تک محفوظ رہا، پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے بقول نہایت ہی نادر و نایاب کتب پر مشتمل تھا لیکن افسوس کہ مولانا باغ علی نسیم کے وصال کے بعد اس کتب خانہ کی حفاظت نہ کی گئی اور اب اس کا نام و نشان بھی نہیں رہا۔مولانا حلوائی کے تلامذہ و مریدین کی عقیدت پر ایک سوالیہ نشان باقی رہ گیا ہے۔

یہ اپنے چاہنے والوں کا حال کرتے ہو
کمال کرتے ہو صاحب کمال کرتے ہو
(حسن بریلوی)

☆☆☆☆☆

(۱) تفسیر نبوی مترجم،ج ۷،ص:۶۸